ہے اور آ گے کیا کیا خوفناک مرضیں بڑھیں گی کہ اس بارے میں پہلے آ گاہ کرنا چاہوں گا۔ بیماری کے پیدا ہونے کا پہلا مرحلہ لاعلمی اور جہالت ہے۔لاعلمی نا سمجھی میں کوئی غلط چیز کھا لینے سے پیٹ میں زہریلا مادہ پیدا ہو جانے سے زہریلے مادے کی خون میں گردش سے سر درد، پیٹ درد اور پھر درد ہی درد یعنی دردوں کے علاج کے لیے حکیموں اور ہسپتالوں کے چکر لگانے پڑتے ہیں اور پھر ڈاکٹر اور حکیم لوگ اس اندر کے زہریلے مادے کے اثر کو ختم کرنے کے لیے کڑوی کڑوی دوائیاں تجویز کرتے ہیں اور اگر تجویز اور نصیحتوں کے مطابق دوائی نہ کھائی جائے تو مرض بڑھتا جاتا ہے اور بالآ خر اندر کے مرض کو کاٹنے کے لیے خوفناک آپریشن کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔

اس وقت پاکستانی قوم میں دو قسم کے مریض زیادہ ہیں۔جن میں زہریلا مادہ بھرا ہوا ہے اور یہ بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ایک سانپ کی زہریلی فطرت والے انسان اور دوسرے بھیڑیے کی خون خوار فطرت کے انسان دندناتے پھر رہے ہیں۔

اسلام نے جو مسلمانوں کو تعلیم دی ہے۔یعنی جو دوا دی ہے۔ جہالت کے اندھیروں سے روشنی میں لانے کا جو راستہ بتایا ہے۔اس میں معاشرے کے انسانوں کے بارے میں جو الفاظ استعمال کیے ہیں وہ یہ ہیں۔

کہ ہر مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے۔

لیکن اس بات کو میں اگر آسان لفظوں میں کہنا چاہوں تو اس وقت ایک شعر یاد آ رہا ہے۔نہ جانے کس شاعر کا ہے لیکن بہت فٹ بیٹھتا ہے اور میرے جذبات کا اظہار بھی یہ ہی ہے۔

بھاگ ان بردہ فروشوں سے یہ کہاں کے بھائی
بیچ ہی کھاویں جو کہیں یوسف سا برادر پاویں

آپ بات کو گہرائی میں سمجھ گئے ہوں تو شاعروں کا جو قوم کو سمجھانے کا طریقہ ہوتا ہے۔وہ کڑوی دوا کو میٹھی چیز میں لپیٹ کر کھلانے والا طریقہ ہے۔علامہ اقبالؒ نے بھی الطاف حسین حالیؒ اور دیگر شاعروں کو پڑھ کر بھی دیکھا جائے تو یہ ہی طریقہ اختیار کیا۔لیکن میں کوشش یہ کر رہا ہوں کہ آپ کو دوا جو دی جائے اس کا اثر اندر ہو اور اگر زیادہ زہریلا مادہ بھرا ہوا ہے تو پھر اس کا آپریشن بھی کیا جائے اور بیماری کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا جائے۔

واپس شعر کے معنی کی طرف آؤں گا کہ شاعر نے بڑی خوبصورتی سے انسان کے زہریلے پن کو نمایاں کیا ہے۔

پاکستان سے جتنے بھی شریف لوگ ہوں گے وہ اسی لیے غیر ممالک میں بھاگ جانا اور وہاں پر مستقل رہائش پذیر ہونا پسند کریں گے کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ پاکستان میں بردہ فروشوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

حضرت یوسف کو بیچ کے کھا جانے والے اس کے سگے بھائی بھیڑیے سے بھی خوفناک اور خون خوار شخصیت کے مالک تھے۔ اور ایسے ہی خوفناک بھیڑیے Wolf اس وقت پاکستان میں بھی لاتعداد دندناتے پھر رہے ہیں اور خوف و ہراس پھیلا رہے ہیں۔ دوسرے نمبر پر سانپ کی زہریلی فطرت والے انسان بھی آپ کو ہر محلے میں ہر شہر میں ہر گاؤں میں ملیں گے اور یہ اندر ہی اندر شریف انسانوں کو ڈستے بھی جاتے ہیں اور خون بھی چوستے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستانی عوام اور شریف لوگوں میں خون کی کمی بڑھتی جا رہی ہے اور ادھر خون خوار بھڑیے اور سانپوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔

ہمیں اس دنیا میں بھی کبھی زندگی کی خواہش کو پورا کرنے کی ضرورت ہے اور اس زندگی کو صحتیاب بنانے کی ضرورت بھی ہے۔ جسمانی اور روحانی بیماریوں سے پاک کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنی فیملی کا ایک واقعہ بیان کرنا چاہوں گا۔ اپریل 1999ء میں جب میں اپنے بچوں اور جاپانی بیوی کو لے کر پاکستان آیا تو میری یہ پوری کوشش تھی کہ بچوں اور بیوی پر پاکستان کا اچھا تاثر پیدا کرنے میں مدد کروں اور اسی کوشش میں رہا کہ بچوں کو پاکستان اچھا لگے ان کے دل میں پاکستان کی محبت پیدا ہو اور اچھی یادیں لے کر واپس جاپان جائیں جب تک تو میں بچوں بیوی کے ساتھ رہا ان کو کسی قسم کی پریشانی نہیں ہوئی۔ جب واپس جاپان آنے کا وقت آیا تو بچوں کو نئے سکولوں میں داخلے کی تقریبات یعنی Entrence Cromony میں شامل ہونے کے لئے جلدی واپس جاپان آنا تھا تو میں نے بیوی بچوں کی ہوائی جہاز کی سیٹیں پہلے بک کروا کر پہلے جاپان بھیجنا چاہا اور باقاعدہ پی آئی اے بکنگ آفس سے ان کی سیٹیں بک کروا کر ان کو اسلام آباد ایئر پورٹ پر رخصت کرنے گیا۔ ایئر پورٹ پر میں نے بیوی کو ٹکٹیں، پاسپورٹ اور تمام کاغذات دے اور سمجھا کر اندر داخل کر دیا اور خدا حافظ کہہ کر گھر واپس آیا، جیسے ہی گھر پہنچا کہ ایئر پورٹ سے بیوی کا ٹیلی فون آیا کہ پی آئی اے والے کہتے ہیں کہ جہاز میں سیٹیں نہیں ہیں اور کمپیوٹر خراب ہونے کی وجہ سے کمپیوٹر میں آپ لوگوں کی ریزرویشن میں صرف 2 نام ہیں جبکہ میری بیوی اور 3 بیٹے اور ایک بیٹی 5 لوگوں کی سیٹیں میں نے خود بک کروائی تھیں لیکن بیوی نے مجھے بتایا کہ یہ صرف ہمارے ساتھ ہی نہیں ہوا بلکہ کچھ اور لوگ بھی اس پریشانی میں مبتلا ہو کر پی آئی اے والوں سے کاؤنٹر پر جھگڑا کر رہے ہیں۔ بیوی بچوں کو ایک تو زبان سمجھ میں نہیں آ رہی تھی دوسرا لڑائی جھگڑا دیکھ کر اور بھی خوفزدہ ہو گئے اور انہوں نے ایئر پورٹ پر رونا شروع کر

دیا۔ کچھ لوگوں نے ان پر ترس کھا کر دلاسہ دینا شروع کیا اور بیوی نے ٹیلی فون ایک پاکستانی صاحب کو دیتے ہوئے مجھے بات کرنے کو کہا تو ان صاحب نے حقیقت سے آگاہ کیا کہ پی آئی اے والوں کی مس ہینڈلنگ سے کافی مسافروں کو پریشانی اٹھانی پڑی ہے اور کئی غیر ملکی لوگ تو اس کو سمجھنے سے بھی قاصر ہیں۔ میں نے فوراً ایئرپورٹ کا رخ کیا۔ ایئرپورٹ پہنچ کر دیکھا کہ بیوی بچوں کو سامان سمیت باہر نکالا ہوا ہے اور وہ باہر بیٹھے رو رہے ہیں اور لوگوں کا ایک جھمگٹا ان کے آس پاس اکٹھا ہوا ہے۔ بچے بیوی اپنی پریشانی کو لوگوں کو سمجھانے سے قاصر ہیں اور صرف روتے ہوئے میرے آنے کا انتظار کر رہے ہیں۔

میں جیسے ہی پہنچا دیکھا کہ ایک بزرگ شخص ان کی حفاظت کے طور پر کھڑا ہوا ہے اور مجھے دیکھ کر اس نے کہا کہ بچہ لو تمہاری امانت تمہارے حوالے میرا فرض تھا کہ تمہارے آنے تک ان کے سر پر رہوں کہ کہیں انہیں کوئی دوسری پریشانی میں مبتلا نہ ہونا پڑے۔ میں نے ان بزرگ کا بہت شکریہ ادا کیا اور فوراً پی آئی اے کے بکنگ آفس میں گیا اور حقیقت کو جاننا چاہا تو پی آئی اے والوں نے کہا کہ جی فلائٹ تو نکل گئی ہے آپ پی آئی اے کے ہیڈ آفس جا کر رابطہ کریں ہم کچھ نہیں کر سکتے۔

بہرحال پریشانی کی حالت میں بیوی بچوں کو واپس گھر لے کر آیا۔ بچوں نے بتایا کہ اگر 2 دن بعد یہ واپس جاپان نہ پہنچے تو سکول میں داخلوں کے ٹیسٹ سے یہ لوگ محروم ہو جائیں گے اور کافی پریشانیاں بھی بڑھ سکتی ہیں لہٰذا کوئی بھی فلائٹ بک کروا کر ہمیں جلدی واپس جاپان بھیجا جائے۔ دوسرے دن شام کو کراچی سے ٹوکیو کی فلائٹ کا مجھے علم تھا۔ لہٰذا نے میں صبح سویرے سویرے راولپنڈی کے پی آئی اے ہیڈ آفس پہنچ کر ان کو تمام معاملہ سے آگاہ کیا تو انہوں نے کہا کہ جی ہم کچھ نہیں کر سکتے ہمارا بڑا صاحب آئے گا تو ان کی اجازت کے بعد آپ کو نئی بکنگ اور ٹکٹیں ایشو ہوں گی۔ لہٰذا آپ صاحب کے آنے کا انتظار کریں کئی گھنٹے کے بعد صاحب تشریف لائے نام ہے ان کا راجہ صاحب، راجہ صاحب بات سن کر بھانپ گئے کہ پارٹی پیسے والی ہے۔ جاپان سے آئی ہے کچھ نہ کچھ تو ملے گا اور پریشانی میں مبتلا بھی ہے۔ راجہ صاحب نے الٹے سیدھے مشورے دیئے لیکن میں ان کی نیت کو سمجھ گیا تو راجہ صاحب سے سوال کیا کہ آپ سے بڑا صاحب اور کون ہے یہاں پر تو انہوں نے اپنے بڑے صاحب کا نام بتا دیا تو مجھے راجہ صاحب کی تمام نیت اور مراد کا پتہ لگ گیا کہ یہ چاہتے کیا ہیں۔

بہرحال میں آفس سے باہر آیا بڑی سوچ میں گم کہ کیا کیا جائے۔ضمیر نہیں مانتا تھا کہ میں رشوت دے کر پیسے دے کر اپنی پریشانی کو حل کراؤں، اچانک ذہن میں اشارہ ملا کہ رشتہ داروں میں کوئی اثر ورسوخ والا آدمی ہو تو یہ کام بڑی آسانی سے ہوسکتا ہے۔بہنوئی کو ٹیلی فون کیا تو اس نے بتایا کہ ماموں جان کا دوست پی آئی کا Big Boss سب سے بڑا صاحب ہے۔میں نے سیدھا بہنوئی سے ان کے ماموں کے گھر جانے کو کہا ان کو پکڑ کر پی آئی اے لایا۔وہ پی آئی اے آفس میں داخل ہوتے ہی جہاں جہاں سے گزرے لوگ انہیں جھک کر سلام کرنے لگے تو میں ان ماموں جان کی شخصیت سے بہت متاثر ہوا۔سیدھا بڑے باس کے آفس میں ڈائریکٹ لے گئے اور انہیں بتایا کہ بھانجے کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ انہوں نے مجھ سے معذرت کی اور کہا کہ مجھے اس بات کا علم ہے۔آپ کے ساتھ پہلی دفعہ ایسا نہیں ہوا لیکن ان تمام حالات کو بدلنے کے لئے میں بھی اپنی بھرپور کوشش میں مبتلا ہوں لیکن کس کس کو کیسے کیسے پکڑوں کیسے سیدھا کروں یہ ایک بہت مشکل کام ہے۔بہرحال انہوں نے ایک ٹیلی فون کیا اور میری مشکل آسان کرنے میں مدد کی۔نئی بکنگ اور ٹکٹوں کے ساتھ جب گھر پہنچا تو بیوی بچے پھر رونے لگے کہنے لگے کہ پاپا ابھی تو تم اسلام آباد ایئرپورٹ پر ہمارے نزدیک تھے تو کچھ مسئلہ حل ہو گیا اگر ہم کراچی پہنچ کر پھر اس قسم کی پریشانی میں مبتلا ہوئے تو ہمیں کون سہارا دے گا۔میں سمجھ گیا اور میں نے بھی اپنا پروگرام تبدیل کیا۔ماں باپ سے اجازت مانگی۔تو والد صاحب نے کہا کہ یہ بیوی بچے بالکل درست کہہ رہے ہیں تمہارا ان کے ساتھ واپس جانا ہی بہتر ہے۔جلدی جلدی میں ایئرپورٹ جانے کی تیاری کی ایئرپورٹ پہنچے تو معلوم پڑا کہ کراچی کی فلائٹ فنی خرابی کی وجہ سے آج نہیں جارہی۔رات کو کراچی سے ٹوکیو جانے والی فلائٹ پر ہمیں ہر حالت میں پہنچنا تھا۔پھر پی آئی اے بکنگ آفس والوں سے رابطہ کیا بتایا گیا کہ براستہ کوئٹہ جانے والی فلائٹ ہے مگر سیٹیں چانس پر ہیں۔بیوی بچوں کو جب اس بات سے آگاہ کیا تو یہ پھر ایئرپورٹ پر رونے لگے کہنے لگے پاپا یہ تمہارا ملک کا نظام کیسا ہے۔ اگر ہم یہاں پر تمہارے بغیر آنا چاہیں یا پھر تمہارے بغیر یہاں پر گھومنا پھرنا چاہیں اور کوئی بھی کام کرنا چاہیں تو پھر کیسی مصیبتیں اور پریشانیاں اٹھانی پڑیں گی تو میں نے ان سے کہا کہ بچو تمہیں تھوڑا سا معمولی وقت کے لئے پاکستانیوں سے واسطہ پڑا ہے تو تمہارے ہوش ٹھکانے آگئے ہیں لیکن غور کرو سوچو جو لوگ ہمیشہ کے لئے یہاں پر رہتے ہیں اور رہتے رہیں گے ان کو ان پریشانیوں سے بھی کتنے گنا زیادہ پریشانیوں اور تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ان لوگوں کے حال کا احساس کرتے ہوئے اگر سوچو تو یہ کوئی بڑی پریشانی نہیں۔آؤ یہاں ایئرپورٹ کی مسجد میں بیٹھ کر خدا سے دعا کریں کہ وہ ہماری

پریشانی کو دور کرے اور ہمارا مقصد پورا کرے اور ہم نے مل کر دعا کرنی شروع کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری دعا سنی، چانس کے لئے لائن میں کھڑے ہو گئے تو لائن بہت لمبی لگتی تھی لیکن پی آئی کے ایک شریف انسان نے ہماری پریشانی کو ہمارے چہروں سے پڑھ لیا۔ ہمارے پاس آیا تو مجھے پھر شبہ ہوا کہ کوئی دوسرے راجہ صاحب تو نہیں کہ کہیں کہ میں آپ کا کام کروا دوں گا۔

بہر حال ان صاحب کو میں نے تمام سٹوری سے آگاہ کیا تو ان صاحب نے بہت ہی اچھا مشورہ دیا کہ فلائٹ میں سیٹیں نہیں ہیں البتہ اگر آپ کچھ اور پے منٹ کر کے فرسٹ کلاس کی سیٹیں لینا چاہیں تو کام فوراً ہو جائے گا۔ میں نے فوراً اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور محسوس کیا کہ اللہ نے ہماری دعا سن لی ہے۔ فرسٹ کلاس کے بورڈنگ کارڈ لئے فوراً جہاز کی طرف بھاگے۔ جہاز پہلے کوئٹہ ایئر پورٹ اترا وہاں سے نئے مسافروں کے ساتھ کوئٹہ سے اس کو کراچی جانا تھا۔ ٹرانزٹ لاؤنج میں مختصر قیام کے لئے اترے کہ پھر اناؤنس منٹ ہوئی کہ فنی خرابی کی وجہ سے کراچی کے لئے کچھ تاخیر سے جہاز روانہ ہو گا آپ لاؤنج میں انتظار کریں۔ یہ انتظار 2 گھنٹے تک رہا۔ بچوں کو پھر پریشانی ہوئی کہ خیر خیریت سے ٹائم پر کراچی ایئر پورٹ پر پہنچ سکیں گے یا نہیں۔

بہر حال دو گھنٹے کے طویل انتظار کے بعد پھر جہاز میں چڑھے تو دیکھا کہ ہماری ساتھ والی سیٹوں پر کوئی وی آئی پی شخصیات بیٹھی ہیں اور ہمارے کان میں ایک بات پڑی کہ آپ کو یعنی پی آئی اے والوں کو زیادہ انتظار کرانا پڑا۔ تو میں سب کچھ سمجھ گیا کہ دو گھنٹے کی فنی خرابی کیا ہو سکتی ہے یعنی کسی وی آئی پی شخصیت کی خاطر اثر و رسوخ استعمال کر کے جہاز کو انتظار کرنے پر مجبور کیا۔ تو مجھے سچ پوچھیں تو دلی طور پر بہت دکھ ہوا۔ بہر حال کراچی ایئر پورٹ پر ٹوکیو کی فلائٹ کے لئے 35 منٹ پہلے ہم ایئر پورٹ پر پہنچے اور جلدی جلدی میں آخری مرحلوں میں جہاز پر چڑھنے میں کامیاب ہوئے۔ تو یہ واپسی کا سفر ایک بہت بڑا ایڈونچر تھا۔ جہاز میں ٹوکیو پہنچنے تک بیوی بچوں سے پاکستان کے نظام اور حالات کا موضوع بحث بنا رہا اور میں ان کو ان کی سمجھ کے مطابق جواب دیتا رہا اور بچے کہنے لگے کہ پاپا اگر تم پاکستان کا نظام بہتر بنانے میں تھوڑی سی مدد کرو تو انشاء اللہ ہم بڑے ہو کر کوشش کریں گے کہ پاکستان کو اور بہتر بنا سکیں۔ بیوی بچوں کو جب پاکستان کی اصلیت اور حقیقت کا علم ہوا تو ان سب نے مجھے کہا کہ پاپا تم پاکستان کے لئے کچھ کرو اور کچھ نہیں تو کتاب کے ذریعے ہی لوگوں کے ذہن اچھے بنا دو۔ تو یہ جو واقعہ میں نے بیان کیا ہے کئی ایسے پاکستانی اور بھی ہوں گے جنہیں ایسی مصیبتوں کا شکار

ہونا پڑا ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ پریشانی اور دکھ دیکھے ہوں اور اب وہ پاکستان جانے کا نام نہیں لیتے ہوں گے۔

تو بات یہ ہے کہ پاکستان میں جب تک جہالت اور غربت کو ختم نہیں کیا جائے گا بغیر رشوت کے کوئی کام حل کرانا بہت مشکل ہے۔ جس شعبے میں بھی دیکھیں جہاں بھی جائیں کہیں نہ کہیں کوئی راجہ صاحب، کوئی شیخ صاحب، کوئی بیگ صاحب، کوئی جنجوعہ صاحب، کوئی مغل صاحب، کوئی چودھری صاحب، کوئی ملک صاحب سے ضرور واسطہ پڑتا ہے اور ان سے کام کروانے کا طریقہ بغیر کچھ لئے دیئے ہو نہیں سکتا یا پھر آپ ان لوگوں سے بھی اوپر اثر ورسوخ والی شخصیت کی مدد لے کر ہی اپنا کام کرواسکتے ہیں۔ کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ ہم کچھ دینے دلانے یا اثر ورسوخ کو استعمال کئے بغیر اصولوں کے مطابق، نظام کے مطابق تمام کام حل کرانے والا ملک بنا سکیں۔

اس وقت معاشرے کی یہ حالت ہے کہ رشوت کو گناہ کے دائرہ سے نکال دیا گیا ہے۔ جتنے بھی گناہ والے کام ہیں سب کو اپنے ذاتی مفادات کی خاطر گناہ سے پاک قرار دے دیا گیا ہے تو جس قوم یا معاشرے میں گناہ کی حیثیت ختم ہو جائے گناہ نام کا کوئی تصور مٹ جائے تو اس قوم پر پھر خدا کا عذاب نازل ہونے کے بجائے رحمت الٰہی کیسے برس سکتی ہے۔ رشوت خوری سے حرام خوری سے انسان کی روحوں میں سانپوں اور بھیڑیوں کی روحوں میں تبدیل ہوگئی ہیں اور ان سانپوں اور بھیڑیوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے تو آپ کو سکھ اور چین کہاں سے نصیب ہو۔ میں جب جاپان سے پاکستان آتا ہوں تو ایئرپورٹ پر کسٹم میں بڑی بڑی توندوں والے بھیڑیوں سے واسطہ پڑتا ہے، کچھ سانپ بھی آس پاس سونگھ رہے ہوتے ہیں کہ کوئی باہر سے شکار آیا ہے، گھر پہنچنے تک کئی بھیڑیوں اور سانپوں سے جان بچا کر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے خیر خیریت سے گھر پہنچایا، گھر پہنچتے پہنچتے راستے میں ٹریفک پولیس کی وردی پہنے ہوئے بھیڑیوں سے واسطہ بھی پڑا، کہاں سے آ رہے ہو، کہاں جا رہے ہو، کچھ دیتے ہی جاؤ۔

تو جتنے دن مجھے پاکستان میں گزارنے ہوتے ہیں ایک ایک دن ایک لمحہ ہمیشہ احتیاط کے ساتھ گزارنا پڑتا ہے اور ان احتیاطوں پر اتنی انرجی ضائع ہوتی ہے کہ ذہنی ٹینشن ہو جاتی ہے۔ جب واپسی پر جہاز کے اندر پہنچتا ہوں تو شکر کا سانس لیتا ہوں لیکن جہاز میں بھی کچھ احتیاط اور پریشانی ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ

یہاں بھی ستانے آ گئے کس نے پتہ بتا دیا

یعنی پاکستان ایئر لائن کی پرواز میں زیادہ تعداد پاکستانیوں کی ہو تو پھر سو نہیں سکتا ہمیشہ ذہن میں بیگ اور اوپر

خانوں میں رکھے ہوئے دستی سامان کی فکر ہوتی ہے لیکن اگر فارنرز مسافروں کی تعداد زیادہ ہو اور آس پاس کی سیٹ میں فارنرز مسافر زیادہ بیٹھے ہوں تو سکون سے سو جاتا ہوں لیکن ہو سکتا ہے وہ فارنرز سکون سے نہ سوتے ہوں کہ ایک پاکستانی ان کی بغل میں بیٹھا ہوا ہے۔لہذا سونے سے پہلے ساتھ والوں سے Excuse me کہہ کر سو جاتا ہوں۔

تو ان حالات کو لکھنے کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ مجھ جیسے پاکستانی لوگ بہت سے ہوں گے بلکہ ہیں اور دنیا کے مختلف ترقی یافتہ ملکوں میں چین سے زندگی گزار رہے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ چین نہیں بلکہ ملک اور قوم کی فکر ہمیشہ ان سب کے دلوں میں ہے۔سب یہ چاہتے ہیں کہ ان کا ملک پاکستان بھی دوسرے ترقی یافتہ ملکوں کی طرح بن جائے لہذا میرا یہ پیغام ان پاکستانیوں کے لئے بھی جو وطن سے دور دنیا کے کونے کونے میں پہنچے ہوئے ہیں اور محنت مشقت کر کے قیمتی زرمبادلہ اپنے ملک پاکستان میں بھیجتے ہیں۔کئی غیر وطنوں میں رہنے والے پاکستانیوں کی خواہش ہے کہ ان کی اولادوں کی شادیاں اپنے ملک قوم اور نسل میں ہوں۔اپنے کلچر،تہذیب اور ثقافت کے مطابق ہوں لیکن پاکستان کے حالات دیکھ کر سانپوں کی پھنکار اور بھیڑیوں کی گرجدار کو کیں سن کر سب کچھ فیصلہ واپس لے لیتے ہیں۔فیصلے واپس لینے سے کچھ نہیں ہوتا۔ان سب کو کہنا ہے کہ آ ؤ مل کر پاکستان چلیں۔ایک نیا پاکستان بنائیں۔پاکستان میں ایک انقلاب لائیں۔ایسا انقلاب جو کہ پاکستان کو ترقی کی راہ پر لے جائے اور یہ صرف اور صرف پاکستان سے باہر غیر وطنوں میں ترقی یافتہ پاکستانی ہی کر سکتے ہیں کیونکہ ان کی سوچ انٹرنیشنل ہے ان کے پلان مستقبل کی طرف ترقی کی راہ پر لے جانے والے ہیں۔ترقی یافتہ ملکوں کی اچھی پالیسیوں اور اچھی سوچوں کا اثر ہے اور بالآخر اپنے اسلام سے کبھی غداری نہیں کرتے اور دنیا چاہے جتنا بھی اسلام کا نام بدنام ہوا اپنے آپ کو مسلمان کہلانے پر فخر محسوس کرتے ہوئے جذبے اور ایمان پر ڈٹے رہتے ہیں۔لیکن پاکستان آنے کا نام نہیں لیتے۔

جس قوم میں وطن فروشوں کی تعداد بڑھتی جائے لازم ہے کہ اس سے دگنی تعداد میں وطن سے محبت کرنے والے لوگوں کی بڑھانے کی ضرورت ہے۔آپ لوگ وطن سے محبت کرنے والے لوگوں کی تعداد بڑھائیں وطن کے پیار کو گہرا کریں۔وطن سے محبت کرنا سب سے بڑا جہاد ہے اور وطن فروشوں سے جہاد کرنا اصلی اسلامی جہاد ہے۔جہاد کے بارے میں والد صاحب سے عربی کا معقولہ سیکھا تھا۔والد صاحب مرحوم عرب میں لمبا عرصہ زندگی گزارنے کی وجہ سے عرب کے کلچر اور تہذیب اور سوچ اور زبان سے بہت واقف تھے۔تو ایک دفعہ میں نے جہاد کے بارے میں سوال کیا تو والد صاحب

نے بہت ہی مختصر الفاظ میں بہت گہرائی میں مطلب سمجھایا کہ عربی میں

جب جبر ہوتا ہے تو جہاد ہوتا ہے

اور جب ظلم ہوتا ہے تو دعا ہوتی ہے

تو یہی بات پاکستانی عوام سے کہنا چاہوں گا کہ آپ لوگ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کریں کہ آپ کے اوپر کوئی جابر حکومت نہیں ہے۔ آپ پر کوئی ایسا جبر نہیں ہورہا جیسے کہ کشمیر میں کشمیری مسلمانوں پر، لیکن آپ کے ساتھ جو ہورہا ہے، یہ ظلم ہے۔ معاشرے کے ساتھ ظلم ہے۔ اسلام کے ساتھ ظلم ہے اور آپ جیسی قوم کے ساتھ یہ ظلم بڑھتے ہی جائیں گے، ظالم بڑھتے ہی جائیں گے، اگر آپ کمر باندھ کر پہلے اپنے معاشرے سے بھیڑیوں اور سانپوں کے خلاف جہاد نہیں کریں گے تو یہی ظالم ایک دن آپ سب قوم پر جابر بن جائیں گے اور میں یہاں جاپان میں اس وقت صرف پاکستان کی قوم کے ساتھ ہونے والے ظلموں کی خاطر صرف دعا ہی کر سکتا ہوں اور اگر آپ میں انقلاب پیدا کرنے کا انقلابی جذبہ موجود ہے تو صرف دعا نہیں بلکہ آپ لوگوں کے ساتھ مل کر جہاد کرنے کے لئے بھی تیار ہوں لیکن آخر میں پھر یہ کہوں گا کہ

ہوتی نہیں قبول دعا ترک عشق کی

دل چاہتا نہ ہو تو زبان میں اثر کہاں

آپ لوگوں نے جو اس دنیا سے دل لگا رکھا ہے۔ یہ دل لگی ترک کرنے کے لئے دل بدلی کرنے کی ضرورت ہے۔ دل و دماغ بدلی ہوں گے تو زبان میں اثر پیدا ہوگا اور زبان میں اثر پیدا ہوگا تو آپ کی تمام دعائیں قبول ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ نیتوں کا مالک ہے۔ وہ لوگوں کی نیتوں کو دیکھتا ہے۔ اگر آپ کی نیک نیت ہے۔ دل و دماغ صاف ہیں تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی دعائیں قبول نہ کرے۔ آؤ اپنی نیت باندھیں۔ ایک بندگی کی نماز پڑھیں اور رب سے دعا کریں کہ وہ ہمیں اس پاکستان کو سنبھالنے اور دنیا میں ترقی یافتہ ملک بنانے میں ہماری نیتوں کو جانتے ہوئے اپنے کرم کی بارش کرے۔ آمین ثم آمین

پاکستان......نیشنل آرمی بنائی جائے

پاکستان کے حالات درست کرنے کے لئے ایک جامع فکر اور اس کے تابع منصوبہ بندی کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں جو لوگ بھی پاکستان سے محبت کرتے ہیں اور حالات کو بہتر بنانے کے لئے کوئی بھی طریق کار اختیار

کرنے کی قوت رکھتے ہیں ان کے سامنے ایک ایسا نقشہ ہونا چاہئے جس میں عمل کرتے ہوئے اگر اس میں ترمیم کرنے کی ضرورت پڑے تو ایک نہیں بہت سی ترامیم کی جاسکتی ہیں میرے خیال میں پاکستان کے حالات کو درست شکل دینے کے لئے ایک انقلابی فکر کی ضرورت ہے اور اس کے لئے کچھ عرصہ کے لئے ہمیں دنیا کے مروج نظام ہائے حکومت سے ہٹ کر بھی اقدامات کرنے پڑیں تو بھی اس سے گریز نہ کیا جائے۔ یہ ملک ایک خودمختار اور آزاد ملک ہے۔اس نظام پر عملدرآمد سے پہلے ہمیں پاکستان کے مسائل کا ایک نظر میں احاطہ کرنا چاہئے۔

1۔ پاکستان پر غیر ملکی قرضوں کا بوجھ، جن کی قسط اور سود ادا کرنے کے لئے پاکستان کے بجٹ کا ایک تہائی حصہ خرچ ہو جاتا ہے۔

2۔ قرضوں کی ادائیگی کے لئے ہر سال قرض لیا جارہا ہے جس سے بوجھ کم ہونے کے بجائے بڑھ رہا ہے۔

3۔قرضہ دینے والے ممالک کے دباؤ کی وجہ سے ہمیں ہر سال اربوں ڈالر کی غیر ضروری اشیاء خریدنا پڑتی ہیں۔جس کی وجہ سے ہماری معیشت پر بوجھ بڑھتا جارہا ہے۔مثلاً کاریں، اشیائے تعیش ان کے بغیر ہمارا گزارہ ہوسکتا ہو مگر ہمیں مجبور کیا جاتا ہے کہ ہم ہر سال قیمتی کاریں، میک اپ کا سامان، عام ضرورت کی اشیاء اور ہزاروں ٹن کھانے پینے کی اشیاء خریدیں۔

5۔ہم خود ایک زرعی ملک ہیں۔ ٹیکسٹائل ہماری اہم ترین صنعت ہے مگر بیرونی ممالک ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ ہم ٹیکسٹائل سے متعلق خام مال ان کے پاس فروخت کرکے اس کے بدلے ٹیکسٹائل کی مصنوعات خریدیں اور اپنی صنعتوں کو بند کردیں۔

6۔ ہمارے پاس سٹیل مل ہے مگر ہم اسے اس کی قوت پیداوار کا صرف 1/4 حصہ استعمال کرتے ہیں اور باقی کا دوسرے ممالک سے تیار مال خریدتے ہیں۔

7۔ غیر ملکی قوتوں نے پاکستان میں، تھرمل بجلی کی کھپت بڑھانے کے لئے یہاں ہائیڈرو پاور پیدا کرنے کی راہ میں علاقائی اختلافات کو باقاعدہ منصوبہ بندی کرکے اس طرح بڑھا دیا ہے کہ ہم تھرمل بجلی اور غیر ملکی ایجنسیوں پر انحصار کرنے کے پابند ہو گئے ہیں۔

8۔ پاکستان کو امریکی اور دیگر ملکی اداروں نے مجبور کردیا ہے کہ ہم اپنی صنعتوں کو نظرانداز کرکے وہی اشیاء جو ہمارے ملک میں بنتی ہیں۔غیر ممالک سے منگوائیں۔آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک ہمیں پاکستان میں ہر چیز پر اتنے ٹیکس لگانے پر

مجبور کرتے ہیں کہ غیر ملکی اشیاء سستی اور بہتر نظر آتی ہیں۔

جولوگ امریکہ یا دیگر ممالک میں آتے جاتے رہتے ہیں وہ اس بات کے گواہ ہیں کہ امریکہ میں داخلہ کے وقت ہر شخص کی کڑی تلاشی لی جاتی ہے۔کوئی شخص، کوئی ایسی چیز امریکہ میں لے کر داخل نہیں ہوسکتا، جو امریکہ میں بھی بنتی ہو۔ اگر کوئی شخص کسی سبزی یا پھل پھول کا بیج لے کر امریکہ میں جائے خواہ اس کی مقدار چند گرام ہی کیوں نہ ہوتو اسے امریکی کسٹم کے حکام یہ کہہ کر ضائع کر دیتے ہیں کہ یہ چیز آپ کو امریکہ میں مل جائے گی یا اس کی ''وائرس'' کی چیکنگ کے بہانے روک لیا جاتا ہے۔کسی قسم کی بھی مصنوعات کا امریکہ میں داخلہ بند ہے۔امریکہ میں داخل ہونے والے سے اس کے پاس نقد رقم کی باقاعدہ پوچھ گچھ ہوتی ہے کہ یہ کہاں سے لی۔ذریعہ آمدنی کیا ہے اور امریکہ سے باہر جو لوگ جاتے ہیں وہ بھی ایک مخصوص حد سے زیادہ رقم ملک سے باہر نہیں لے جاسکتے۔مگر امریکہ کے بین الاقوامی ادارے پاکستان کو مجبور کرتے ہیں کہ ہم دنیا بھر کی مصنوعات کے سیلاب کو پاکستان میں بغیر کسی روک ٹوک کے آنے جانے دیں۔پاکستان میں داخل ہونے والا شخص جتنا مرضی سرمایہ لے کر پاکستان آجائے۔وہ اپنے منصوبوں یا رقم کے بارے میں پاکستانی حکومت کو وضاحت دینے کا پابند نہیں۔اس کے لئے امریکی اداروں نے اقوام متحدہ کے نام پر قائم مختلف ادارے بنا رکھے ہیں۔امریکہ کی اپنی حدود پر امریکہ کے قوانین لاگو ہوتے ہیں مگر پاکستان اور ترقی پذیر ممالک کے قوانین ان نام نہاد عالمی اداروں کے سامنے ختم ہوجاتے ہیں۔

آج اس بات کی ضرورت ہے کہ حکومت پاکستان اپنے داخلی قوانین کو مضبوط بنائے اور کم از کم دس برس کے لئے پاکستان عالمی اداروں کے ان قوانین کی پابندی کرنے کے بجائے صرف اپنے قوانین کی پابندی کرے۔اس طرح

1۔پاکستان عالمی اداروں کے قرضوں سے کم از کم پانچ برس کا استثناء Holiday حاصل کرے۔عالمی اداروں کو یقین دلایا جائے کہ ہم پانچ برس کے بعد سارے قرض ادا کردیں گے۔ان پانچ برسوں کے لئے پاکستان کو پریشان نہ کیا جائے۔

2۔پاکستان میں پانچ برسوں کے لئے صرف جان بچانے والی اشیاء کے علاوہ ہر چیز کی امپورٹ پر پابندی عائد کردی جائے۔

3۔پاکستان میں آٹھ سوسی سی سے بڑی گاڑی چلانے پر پابندی عائد کردی جائے۔صرف نہایت ہی ضروری اہمیت کے حامل اداروں کے سربراہوں کو بارہ سوسی سی یا سولہ سوسی سی کی کار چلانے کی اجازت دی جائے۔

4۔تمام سرکاری افسر خواہ وہ سیکرٹری ہوں یا اس سے کم درجہ کے لوگ وہ سب سرکاری بسوں پر دفتر آئیں اور سرکاری بسیں ہی انہیں گھر چھوڑ دیں۔

5۔ پاکستان میں جو بھی صنعتی ادارے بند پڑے ہیں سب کے مالکان کو ایک ماہ کا نوٹس دے کر پابند کیا جائے کہ وہ ان اداروں کو فوری طور پر چلانے کا بندوبست کریں۔جن اداروں کو رننگ کیپٹل کی ضرورت ہے۔انہیں حسب ضرورت سرمایہ مناسب سیکوریٹی فراہم کرنے پر دیا جائے۔

6۔ جو لوگ اپنی صنعتوں کو چلا نہیں سکتے ان کی صنعتیں،کارخانوں کے کارکنوں کے حوالے کی جائیں اور انہیں کہا جائے کہ وہ ان اداروں کو کوآپریٹو بنیادوں پر چلائیں۔حکومت ان کی مدد کرے۔ان اداروں کی مالیت متعین کر کے ان کے شیئرز سٹاک مارکیٹ میں فروخت کرے۔ادارے کے کارکن بھی یہ شیئرز خریدیں۔ادارے کے ٹیکنیکل ماہرین کو، یہ ادارے چلانے کا موقع دیا جائے۔صنعتی حلقوں کو پوری طرح متحرک کیا جائے۔

انتظامی اصلاحات

اس وقت پاکستان میں اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد جن میں بہت بڑی تعداد انجینئرز کامرس کے گریجوایٹس،ایم بی بی ایس ڈاکٹرز اور ایم اے،ایم ایس سی کی ڈگریاں ہاتھوں میں لئے پھرتے ہیں انہیں کہیں نوکری نہیں ملتی۔کیوں......؟ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ہر شخص کو روزگار اور جان و مال کا تحفظ فراہم کرے۔پاکستان کا انتظامی ڈھانچہ ایسا بنا دیا گیا ہے جس کی مثال اس طرح دی جاسکتی ہے کہ پنجاب میں 62 ہزار پولیس ملازمین ہیں۔جن میں سے 42 ہزار افراد وزراء، سیاسی شخصیات،سرکاری مقامات کی حفاظت کے لئے مامور ہیں اور باقی بیس ہزار پورے پنجاب کے آٹھ نو کروڑ عوام کے جان و مال کے تحفظ کے لئے تھانوں میں بیٹھے ہیں۔یہ اعداد و شمار چند برس پرانے ہیں۔اب تک ان میں کوئی نمایاں فرق رونما نہیں ہوا ہوگا۔ پاکستان میں بے روزگار افراد جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے کی تعداد اس وقت اسی لاکھ اور ایک کروڑ کے درمیان بیان کی جاتی ہے اور ان بے روزگار افراد میں مزید اضافہ ہونے کا امکان ہے کیونکہ مختلف بے شمار اداروں میں ڈاؤن سائزنگ ہو رہی ہے۔آخر پاکستان میں افرادی قوت کو اس طرح ضائع کیوں کیا جا رہا ہے۔حکومت ان سے کام لینے کے لئے کوئی مربوط پروگرام کیوں نہیں بناتی۔اس سے قبل سوویت یونین اور عوامی جمہوریہ چین میں بہت بڑی تعداد میں افرادی قوت کو اس طرح استعمال کیا گیا کہ عوامی جمہوریہ چین دنیا کی دوسری بڑی سپر پاور بن کر ابھر رہا ہے اور سابقہ

سوویت یونین کے جتنے بھی ممالک ہیں ان سب کے پاس افرادی قوت کو استعمال کرنے کا ایک باقاعدہ فارمولا ہے اور ان کے ہاں بے کاری بے روزگاری جیسے مسائل نہیں ہیں۔

پاکستان میں اس افرادی قوت کو استعمال کرنے کے لئے حکومت کو کچھ قانون سازی اور اصلاحات کرنا ہوں گی جو حالات کے مطابق کی جاسکتی ہیں۔حکومت پاکستان ایک قانون کے تحت 18 سال سے 50 سال تک عمر کے تمام بے روزگار افراد کے لئے ''پاکستان نیشنل آرمی'' کے نام سے ایک ادارہ بنائے۔ان تمام افراد کو، ان کے متعلقہ اضلاع میں بھرتی کیا جائے۔فوج کے ریٹائرڈ اعلیٰ افسروں کو ہر ضلع میں اس نیشنل آرمی کا کمانڈر مقرر کیا جائے اور ہر ضلع میں تحصیل کی سطح پر ان کو تقسیم کیا جائے۔آرمی آفیسرز بھرتی کئے گئے نوجوانوں میں سے جو لوگ ریگولر آرمی کے لئے مناسب ہیں ان کو لے لے، جن لوگوں کو پولیس کی ملازمت کے قابل سمجھا جائے انہیں پولیس میں بھرتی کیا جائے، جو لوگ انجینئرز یا پیشہ ورانہ صلاحیت رکھتے ہیں انہیں نیشنل آرمی کے متعلقہ شعبوں میں منظم کیا جائے۔ یہ ''پاکستان نیشنل آرمی'' پاکستان کے کونے کونے میں موجود بنجر اور بے کار پڑی زمینوں کو قابل کاشت بنائے، ٹیوب ویل لگائے جائیں۔

بلوچستان میں نیشنل آرمی کے یونٹ جائیں۔بنجر اور بے کار پڑی زمینوں کو قابل کاشت بنائیں۔ وہاں نئی نہریں کھودی جائیں۔کاریزیں کھودیں، پانی کے لئے ٹیوب ویل لگانے کا اہتمام کریں۔ بلوچستان میں ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ کم از کم بیس میل کی پٹی کو ناریل، پپیتہ، کنولہ اور دیگر پیداواری فصلوں سے باغ و بہار بنا دیں۔ پاکستان میں سمندری پانی کو صاف کرنے اور اسے زراعت اور پینے کے قابل بنایا جائے۔اس کے لئے غیر ملکی ٹیکنالوجی حاصل کی جائے۔اس وقت پورے پاکستان میں کم از کم اسی لاکھ ایکڑ زمین ایسی ہے جسے قابل کاشت بنایا جاسکتا ہے۔ یہ سب لوگ ہمت کریں تو اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی بھی اس میں برکت عطا کرے گی۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ایک کروڑ افراد پر مشتمل یہ نیشنل آرمی تین ماہ کے اندر اندر نہ صرف اپنی تنخواہ اور دیگر اخراجات پیدا کرلیں گے بلکہ ان کی محنت کی وجہ سے ہزاروں ٹن تازہ سبزیاں اور دالیں بھی پیدا ہوں گی جنہیں پاکستان میں استعمال کے ساتھ ساتھ ایکسپورٹ بھی کیا جاسکتا ہے۔سال کی اہم فصلوں کے علاوہ جلدی پیدا ہونے والی اشیاء کی کاشت کر کے پوری فوج کے اخراجات پورے ہو سکتے ہیں۔ بلوچستان، صوبہ سرحد اور سندھ میں یہ ''پاکستان نیشنل آرمی'' ہنگامی بنیادوں پر کام کرے گی۔ بلوچستان کے بیروزگار نوجوانوں کو اس علاقہ میں کام کرنے کے لئے فوقیت دی جائے۔ دوسرے صوبوں کے لوگ صرف اس صورت میں لائے جائیں کہ صوبہ

میں ان کی خصوصی ضرورت ہو۔ بصورت دیگر ہر صوبہ کی افرادی قوت نیشنل آرمی کی صورت میں مربوط کی جائے۔

پاکستان نیشنل آرمی متبادل فوج نہیں بلکہ پاکستان کی باقاعدہ فوج کا ہی ایک حصہ ہوگا۔ دنیا بھر میں امریکہ، برطانیہ اور دنیا کے ہر ترقی یافتہ ملک میں ہر شہری کے لئے فوجی ملازمت لازمی ہے۔ اسلام میں بھی ہر شہری کے لئے فوجی تربیت لازمی ہے۔ ہم مسلمان کئی صدیوں سے اسلام کا یہ اصول بھول چکے ہیں۔ یہ اصول دوبارہ روبہ عمل لایا جائے۔ اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ ہم اس قومی فوج کے ذریعہ پاکستان کے تمام صحراؤں، پہاڑوں اور میدانوں کو پاکستان کی ترقی اور بہبود کے لئے استعمال کرسکیں گے۔ پاکستان کی افرادی قوت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ میں اس موقع پر عوامی جمہوریہ چین کے انقلابی قائد اور دنیا کے بہت بڑے مفکر آنجہانی چیئرمین ماؤزے تنگ کا یہ قول یاد دلانا چاہوں گا کہ جب امریکہ اور اقوام متحدہ پوری دنیا میں برتھ کنٹرول اور آبادی کو نہ بڑھانے کی تلقین کررہے تھے اس وقت چیئرمین ماؤ نے کہا تھا۔

''چین میں جو بچہ بھی پیدا ہوتا ہے اس کا ایک منہ کھانے کے لئے اور دو ہاتھ کمانے کے لئے بھی ساتھ ہوتے ہیں۔ اس لئے ہمیں اپنی آبادی کو غیر فطری انداز میں روکنے کی ضرورت نہیں ہے۔''

یہ ٹھیک ہے ہمیں آبادی میں غیر معمولی اضافہ کو روکنے کے لئے کوشش ضرور کرنا چاہئے مگر جو لوگ پیدا ہو چکے ہیں انہیں ہم بے کاری، بے روزگاری، مفلسی اور بیماری کے ہاتھوں مرنے کے لئے چھوڑ دیں......؟ یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔ پاکستان میں اگر ''پاکستان نیشنل آرمی'' بنالی جائے تو اس سے ہمارے ملک میں ترقی کا ایک نیا دور شروع ہوگا۔ نیشنل آرمی کو فوجی تربیت دی جائے، انہیں قومی تعمیر نو کے لئے بے شمار منصوبوں میں مصروف کیا جاسکتا ہے۔ پاکستان میں اس وقت سب سے بڑا مسئلہ بے روزگاری اور مفلسی کی خوفناک صورتحال ہے۔ اس قومی فوج کے ذریعہ فوری طور پر سکردو، ڈیم، منڈا ڈیم، واسو ڈیم، بھاشا ڈیم اور کالا باغ ڈیم بنانے کے لئے کام شروع کیا جاسکتا ہے اور ملک بھر میں بے شمار ترقیاتی پروگرام بھی شروع کئے جاسکتے ہیں جن میں سب سے بڑے پروگرام، متذکرہ بالا ڈیم تیار کرنا، نئی نہریں کھودنا، پرانی نہروں کی صفائی کرنا، ہر ضلع اور تحصیل میں یہ قومی فوج جہاں زراعت کی ترقی کے لئے کام کرے گی وہاں بے کار زمینوں کو قابل کاشت بھی بنائے گی۔ زمینوں کو سیراب کرنے والے، کھالے اور نالے پکے کرے گی۔ سال میں دو فصلیں تو ہوتی ہی ہیں مگر کچھ فصلیں ان فصلوں کے ساتھ اضافی بھی ہوسکتی ہیں۔ یہ ہیں سبزیاں، دالیں اور عام ضرورت کی اشیاء اور یہ فوج ہر

علاقہ میں مویشیوں کے لئے چارہ اور کم وقت میں تیار ہونے والی ان قیمتی فصلوں کے لئے بھی کام کرے گی۔

بڑے منصوبے

پاکستان نیشنل آرمی، بڑے بڑے ڈیم تیار کرے گی۔اس کے لئے کوئی ٹھیکہ داری نظام نہیں ہوگا۔قومی فوج کے کچھ یونٹ، پہاڑوں پر پتھر توڑیں گے اور نیشنل آرمی کے لوگ خود ہی اینٹیں بنائیں گے۔فوج کے انجینئرز ڈیم بنائیں گے اور ساری مشینری فٹ کریں گے۔اس سارے عمل کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ ملک میں رشوت ستانی اور بدعنوانی کا خاتمہ ہو جائے گا۔قومی فوج ملک وقوم کے تمام تعمیراتی اور ترقیاتی منصوبوں کو خود مکمل کرے گی۔ ہر صوبے، ہر ضلع اور ہر تحصیل کے ہر کونے کھدرے میں جہاں بھی کام ہوگا یہی قومی فوج خود اینٹیں بنائے گی۔خود پتھر توڑے گی۔خود ہی عمارتیں بنائے گی۔خود فیکٹریاں چلائے گی۔ یہ تمام کارخانے جو بند پڑے ہیں قومی فوج چلائے گی۔اس کے انجینئرز اور ماہرین کام کریں گے۔ پاکستان میں اسی لاکھ سے ایک کروڑ افراد جو بے کار ہیں، پریشان ہیں،اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ یہ قومی تعمیر میں اپنا کردار انجام دیں گے۔

قومی فوج بنانے کے بے شمار فوائد ہیں جنہیں شمار کرنے کے لئے بھی ایک باقاعدہ دفتر کی ضرورت ہے۔ چند موٹے موٹے فوائد جو پیش از وقت محسوس کئے جا سکتے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

1۔قومی فوج میں تمام بے کار اور بے روزگار افراد کے بھرتی ہو جانے سے سڑکوں اور بازاروں میں بے فائدہ ہجوم کم ہو جائے گا۔ یہ لوگ جو بدامنی کا باعث بنتے ہیں ملک وقوم کی تعمیر نو کے عمل میں شریک ہو جائیں گے۔

2۔ بے روزگاری اور مفلسی کے ہاتھوں مجبور ہو کر جو لوگ چوری چکاری، ڈکیتی اور لاقانونیت کے عمل میں شریک ہوتے ہیں انہیں جب حق حلال کی روزی ملے گی تو جرائم کا تناسب بہت کم ہو جائے گا۔

3۔قومی فوج میں جو لوگ بھرتی ہوں گے۔فوجی تربیت سے ان لوگوں میں نظم ونسق اور قانون کا احترام پیدا ہوگا اور قومی فوج کے تسلسل اور تواتر سے پانچ دس سال میں منظم عادات واطوار والے لوگوں کی ملک میں اکثریت ہو جائے گی۔جس طرح فوجی ایک ڈسپلن کے تحت زندگی گزارتے ہیں قومی فوج کے ارکان بھی اس ڈسپلن کے پابند ہو جائیں گے۔

4۔ پاکستان میں منشیات فروخت کرنے اور استعمال کرنے والے زیادہ تر بے روزگار لوگ ہی ہیں جو غیر قانونی ذرائع استعمال کر کے روپیہ حاصل کرتے ہیں اور منشیات کا بزنس اس طرح چلتا ہے۔ یہ لوگ جب باقاعدہ ایک ملازمت میں

ہوں گے تو منشیات کے رجحان کو ختم کرنے میں زبردست مدد ملے گی۔

5۔ قومی فوج میں جو لوگ بھرتی ہوں گے ان میں سے ایک معقول تعداد کو پاک بھارت، پاک افغان اور پاک ایران بارڈرز پر متعین کیا جائے گا۔ جس سے سمگلنگ کی روک تھام ہوگی اور پاکستانی مصنوعات کو زیادہ فروغ ملے گا۔

6۔ پاکستان میں چوری چکاری اور ناجائز ذرائع سے روزگار حاصل کرنے والے جب محدود ہو جائیں گے تو بازاروں اور مارکیٹوں میں فضول خرچی کرنے والوں کا ہجوم بھی کم ہو جائے گا۔ ملازم پیشہ لوگ صرف اپنی ضرورت کی اشیاء خریدیں گے۔ اس سے اشیاء کے نرخ بھی کم ہو جائیں گے۔ سمگلنگ، ناجائز فروشی اور جوئے سے ناجائز آمدنی حاصل کرنے والے جب نہیں ہوں گے تو فضول خرچی بھی ختم ہو جائے گی۔

7۔ پاکستان کے ہر فرد کو جب قومی ترقی میں حصہ لینے کے لئے اپنا کام کرنا ہوگا تو فی کس آمدنی میں اضافہ ہوگا اور پاکستان میں آبادی کا پھیلاؤ بھی فطری انداز میں کم ہوتا جائے گا اس کے لئے ہمیں غیر فطری طریقے اختیار کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

قومی فوج کیا کرے گی......؟

یہ ایک سوال ہر شخص اٹھاتا ہے۔ بھئی اس ملک وقوم میں بے شمار کام ایسے ہیں جو ہمیں 1947ء میں آزادی ملتے ہی شروع کر دینے چاہئیں تھے مگر ہم نے نہیں کئے بلکہ آزادی سے قبل جو کام ہو چکے تھے ہم نے انہیں سنوارنے کی بجائے انہیں بھی خراب کر دیا ہے۔ سب سے پہلے قومی اداروں کی طرف آئیے۔ قومی فوج، بڑے بڑے قومی اداروں کی ترقی و بہبود کے لئے بھی کام کرے گی۔ مثلاً پاکستان ریلوے۔ پاکستان کا ایک بہت بڑا ادارہ ہے۔ قومی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو یہ پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ ماضی میں بہت سے سیاستدان اور سرمایہ دار حضرات اس ادارہ کو خریدنے کی خواہش رکھتے تھے اور انہوں نے اپنی اس خواہش کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اس ادارہ کے حالات کو مسلسل خراب کیا ہے۔ مختلف ٹرانسپورٹروں سے رشوت لے کر ریلوے کی برانچ لائنوں اور مین لائنوں پر گاڑیوں کی آمدورفت میں تعطل پیدا کر دیا ہے۔ ریلوے جو کہ ایک منافع بخش ادارہ تھا اس کو مسلسل خسارہ کا ادارہ بنا دیا ہے۔ اس میں چوری، چکاری کے رجحانات کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ ریلوے کے اہم ورکشاپوں کو بند کر دیا گیا ہے حالانکہ ریلوے کے یہ میکینکل اور فنی طور پر نہایت ترقی یافتہ ورکشاپ ریلوے انجن تک بنا سکتے ہیں اور یہاں دنیا کی جدید ترین مشینری موجود ہے۔ اس کے باوجود یہ ورکشاپ بند

کیوں ہیں......؟

صرف اس لئے کہ ریلوے کالونیوں، ریلوے سٹیشنوں اور ریلوے کے ورکشاپوں کے ساتھ ریلوے کی لاکھوں ایکڑ قیمتی زمین بھی ہے یہ سرمایہ دار، صنعت کار سیاست دان، ریلوے کو خریدنے اور اس کے بارے میں عام لوگوں کے دلوں میں ہمدردی ختم کرنے کے لئے ریلوے کو بدعنوانی، رشوت خوری اور عوام دشمنی کا مرکز قرار دے کر اسے نجی ہاتھوں میں جانے کے لئے تیار کر رہے تھے۔

قومی فوج......ریلوے کے محکمہ کو ترقی دینے اور اس میں سے بدعنوانی، رشوت ستانی اور چوری جیسے معاملات کو ختم کرنے کے لئے اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔ ریلوے ٹریک کو کراچی سے پشاور تک ڈبل کر دیا جائے۔ ریلوے کی مین لائنوں اور برانچ لائنوں پر تمام ٹرینیں بکثرت اور باقاعدگی سے چلائی جائیں۔ ریلوے ٹرینوں کی تعداد زیادہ کی جائے اور اس کے کرائے کم کئے جائیں۔ ریلوے میں بلا استحقاق مفت سفر کرنے والوں کی تعداد کم کی جائے۔ نئی ریلوے ٹرینوں کی تیاری، بوگیوں کو بنانے، مال گاڑیاں بنانے کے ورکشاپ موجود ہیں۔ ریلوے انجن ہم خود بنا سکتے ہیں۔ نہیں تو امپورٹ کئے جائیں۔

ریلوے میں ڈاؤن سائزنگ کرنے کی بجائے اس میں جس قدر ملازمین کی مزید ضرورت ہے بھرتی کئے جائیں۔ قومی فوج پورے پاکستان میں ریلوے ٹرینوں کی نگرانی اور حفاظت کرے۔ یقیناً یہ ادارہ پاکستان کی پریشان حال معیشت کو سہارا دینے کے قابل ہو سکتا ہے اور پاکستان میں بے کاری اور مفلسی کے ہاتھوں تنگ آئے لوگوں کو ایک خوشحال زندگی سے ہم کنار کر سکتا ہے۔

ریلوے ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ کیا جائے۔ ٹکٹنگ کے نظام کو ماڈرن بنایا جائے۔ ریلوے سٹیشنوں پر، ایئرپورٹ کی طرح سامان اٹھانے اور لے جانے کے لئے چھوٹی چھوٹی ٹرالیاں رکھی جائیں۔ قلی حضرات کو کوئی باعزت کام دیا جائے اور انہیں قومی فوج میں ملازم رکھ لیا جائے اور باعزت معاوضہ دیا جائے۔

ریلوے کے تمام سٹیشنوں پر ریلوے کی بے کار پڑی زمینوں کو قومی فوج ناجائز قبضوں سے آزاد کرائے اور ان زمینوں پر باقاعدہ سبزیاں، پھل اور اشیائے خوردنی کی کاشت کی جائے یہ ساری پیداوار ریلوے ملازمین اور ضرورت عوام میں کم قیمت پر فروخت کی جائے۔ قومی فوج کے متعلقہ یونٹ حالات کے مطابق اس کا مناسب طریق کار وضع کر سکتے

ہیں۔ ریلوے ملازمین کو گھر فراہم کرنے کے لےء ہر ریلوے سٹیشن پر چار پانچ، چھ منزلہ فلیٹ تعمیر کئے جائیں۔ تمام ملازمین کو کرائے کے گھر دیئے جائیں۔ ریلوے کے اپنے گرین شاپس اور اشیائے خوردنی کے سٹور اور دکانیں ہوں جہاں قومی فوج کے کارکن سستے نرخوں پر یہ اشیاء فروخت کریں۔ مہنگائی کو کم کرنے میں مدد دی جائے۔ پشاور سے کراچی تک سکھر سے کوئٹہ، نوشکی اور جہاں جہاں تک ریلوے لائن بڑی یا چھوٹی کا نظام موجود ہے وہاں بڑے بڑے سٹیشنوں اور بڑے شہروں میں ریلوے ملازمین کی رہائش کے لئے مکمل انتظام کیا جائے۔ مثلاً لاہور ریلوے سٹیشن پر ہزاروں ریلوے ملازمین ایسے ہیں جن کے لئے رہائش کا کوئی انتظام نہیں انہیں کوئی رہائشی کوارٹر نہیں مل سکتا۔ دوسری طرف ریلوے کے افسران کے لئے بڑی بڑی کوٹھیاں اور کالونیاں موجود ہیں۔ ریلوے کی ہزاروں ایکڑ اراضی پر لاہور کے بڑے بڑے ناموروں لوگوں نے ناجائز قبضے کر رکھے ہیں۔ لاہور، کراچی، راولپنڈی، حیدر آباد، پشاور، ملتان، فیصل آباد اور دیگر ایسے بڑے بڑے شہروں میں ریلوے ملازمین کے لئے کثیرالمنز لہ فلیٹ تعمیر کئے جائیں۔ ریلوے کی تمام اراضی کو ناجائز قبضوں سے آزاد کرا کر اس کی باقاعدہ حد بندی کی جائے اور جن لوگوں کے قبضہ میں ریلوے کی زمین ہو انہیں سرسری سماعت کی عدالتوں سے سخت سزائیں دلوائی جائیں اور تمام اراضی کو ریلوے کے محکمہ کے مفادات کے لئے استعمال کیا جائے۔

اسی طرح واپڈا...... پاکستان کی روح ہے۔ اس کے نظام کو پاکستان کے مفادات سے جوڑا جائے۔ واپڈا اور ریلوے کے تمام ملازمین خواہ وہ بڑے ہوں یا چھوٹے سب کو پاکستان کی قومی فوج کا رکن بنایا جائے۔ یہ لوگ ایک ہی نظم و ضبط میں کام کریں اور ان کے سارے کام فوجی، قواعد کے مطابق ہوں۔ سب لوگ اپنے آپ کو پاکستان کا ایک محبّ وطن شہری سمجھ کر کام کریں۔

سندھ، بلوچستان اور صوبہ سرحد کی ترقی وخوشحالی کے لئے پنجاب کی افرادی قوت سے خوب کام لیا جائے اور پنجاب کی خوشحالی کے لئے ان تینوں صوبوں کی افرادی قوت کام کرے اور ہر پاکستانی کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ پنجاب کی آبادی اگرچہ باقی صوبوں سے بہت زیادہ ہے مگر یہ آبادی پٹھانوں، بلوچوں، اردو بولنے اور سرائیکی بولنے والوں پر مشتمل ہے۔ اگر پنجاب صرف پنجابیوں پر مشتمل ہوتا تو اس کی آبادی تین چار کروڑ ہوتی مگر پنجاب میں ساٹھ لاکھ سے ایک کروڑ تک پٹھان آباد ہیں۔ جن میں سے اکثریت پشتو بولتی ہے اور یہاں کم از کم دو کروڑ ایسے مسلمانوں کی تعداد ہے جو 1947ء کے بعد یہاں آ کر آباد ہوئے ہیں اور یہاں کم از کم پچاس لاکھ افراد بلوچ ہیں۔ خود بلوچستان میں اتنے بلوچ

نہیں ہیں اور نہ ہی صوبہ سرحد میں اتنے پٹھان ہیں جتنے کہ پنجاب میں رہتے ہیں۔اس طرح صوبہ سندھ میں اکثریت سرائیکی بولنے والوں کی ہے اور پنجاب میں نصف سے زائد سرائیکی بولنے والے پنجابی رہتے ہیں۔ پنجاب، پورے پاکستان کی زبانوں اور آبادیوں کا ایک ملا جلا صوبہ ہے۔اس لئے دوسرے صوبے جب پنجاب کو گالی دیتے ہیں تو یہ گالی یہاں کے پٹھانوں، بلوچوں اور دوسرے لوگوں پر بھی اسی طرح اثر انداز ہوتی ہے جس طرح پنجابیوں پر۔اس لئے پاکستان کی قومی فوج......صوبوں، علاقائی اور لسانی تعصّبات سے بالاتر ہوکر، پورے پاکستان کے لئے کام کرے گی۔اس کے لئے کوئی کوٹہ سسٹم نہیں ہوگا۔جو شخص جہاں بھی ہے اگر بے روزگار ہے وہ قومی فوج میں بھرتی ہو جائے گا اور میں ارباب اختیار کو یقین دلاتا ہوں کہ اپنی بھرتی کے صرف تین ماہ بعد پاکستان کی یہ قومی فوج اپنے اخراجات کے علاوہ قومی بجٹ کا بہت سا حصہ بھی خود کما کر دے گی۔ریلوے اور واپڈا جیسے ادارے کامیابی سے کام کرنے لگیں۔ان محکموں کی چوری بند ہو جائے اور یہ لوگ دیانتداری سے قومی خدمت سرانجام دینے لگیں تو پورے پاکستان میں کام کرنے والی قومی فوج کی تنخواہیں باقاعدہ ہو جائیں گی۔

اور اس قومی فوج کے قیام کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ ملک کے تمام تعمیر و ترقی کے کام یہی ادارہ سرانجام دے گا۔جہاں سڑکیں بنیں گی وہاں سڑک پر کام سے لے کر پہاڑوں سے پتھروں کی کٹائی تک قومی فوج کام کرے گی۔ پتھر کی قیمت کی ادائیگی پہاڑ کو تو نہیں کی جائے گی۔کام کرنے والوں کی تنخواہ ضرور ادا ہوگی۔کہیں ٹھیکہ داری نہیں ہوگی۔ جہاں ٹھیکہ داری نہیں ہوگی وہاں رشوت اور ناجائز لین دین بھی نہیں ہوگا۔بلدیاتی اداروں میں بھی قومی فوج کام کرے گی۔ لوگ قومی فوج کی مدد سے تمام تعمیراتی کام مکمل کریں گے۔نالیاں، نکاس آب کے راستے، سڑکیں اور پینے کے پانی کی فراہمی، ٹیوب ویلوں کی تنصیب یہ سب کام کسی ٹھیکہ دار کی بجائے قومی فوج کرے گی۔تمام اضلاع کے ترقیاتی فنڈز...... ترقیاتی کاموں پر ہی خرچ ہوں گے۔پرانی نہروں کی صفائی اور نئی نہروں کی کھدائی دریاؤں کے کناروں کو درست بنانا اور ان کے درمیان ریت کی صفائی کر کے قومی فوج ذرائع آبپاشی کو بہتر بنائے گی۔ڈیموں کی تعمیر کے لئے سائنسی بنیادوں پر کام ہوگا۔بڑی مشینیں بیرون ملک سے منگوانے کی بجائے افرادی قوت کو استعمال کیا جائے گا۔ٹرانسپورٹ کے ذرائع کو استعمال میں لا کر ہم چھ سات سال میں مکمل ہونے والا کام سال چھ ماہ میں مکمل کر سکتے ہیں۔

پاکستان کے ہر حکمران کے ذہن میں نہ جانے کیا سما جاتا ہے وہ ملک کا حکمران بنتے ہی پورے ملک کے اثاثوں

کواپنی ذاتی یا موروثی جاگیر سمجھ لیتا ہے۔ پاکستان کی سرکاری زمین اور ادارے اس ملک کا قیمتی اثاثہ ہیں۔ ہمارے ملک کے یہ بینک، یہ ادارے اور اثاثے قومی ملکیت ہیں ان کی وجہ سے ہی ہم کرنسی کا استعمال کررہے ہیں۔قوم کے ان اثاثوں کو تقسیم کرنے یا بیچنے سے قومی روپے کی قیمت کم سے کم تر ہوتی جارہی ہے۔ اس طرح ہمارے ایک وزیراعظم کا خواب موٹر وے بن گئی۔ اول تو موٹروے پر بہت زیادہ رقم غیر ملکی اداروں کے نام پر بے مقصد خرچ کی گئی۔ ہمارے کئی قومی اداروں نے پیش کش کی تھی کہ وہ مجوزہ قیمت سے تقریباً نصف قیمت میں موٹروے بین الاقوامی معیار کے مطابق تعمیر کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ابتداء میں پندرہ سولہ ارب روپے کا یہ منصوبہ تھا جو قومی ذرائع سے آٹھ دس ارب روپے میں پاکستان کے سرکاری ادارے تعمیر کرنے کے لئے تیار تھے مگر 24 ارب روپے میں یہ ٹھیکہ ڈائیوو کو دے دیا گیا اور تکمیل تک اس ٹھیکہ کی رقم پینسٹھ اور ستر ارب کے درمیان چلی گئی۔ اس وقت ان وزیراعظم صاحب سے گزارش کی گئی تھی کہ آپ موٹروے کی تعمیر کی بجائے کراچی سے پشاور کے درمیان پرانی شاہراہ کو چھ لین میں توسیع کرا کر موٹروے کی شکل دے دیں اس سے موٹروے پر خرچ ہونے والی رقم بھی کم ہو جائے گی اور لاکھوں ایکڑ وہ زرعی اراضی جس پر نئی موٹروے تجویز کی جارہی ہے وہ زمین صرف زراعت کے کام آتی رہے گی۔ اس طرح برسوں پرانی جی ٹی روڈ تو چھ لینوں میں کرلیں اس کے کنارے برسوں سے آبادیاں بن رہی ہیں مزید بنتی جائیں گی۔ آپ کا خواب بھی پورا ہو جائے گا۔قوم مقروض بھی نہ ہوگی اور ذرائع آمدورفت میں بہتر اور جدید ترین اضافہ بھی ہو جائے گا۔موٹروے کے حامی اور اس کی وکالت کرنے والے حضرات آج ہمیں بتائیں کہ موٹروے کے سالانہ اخراجات کتنے اور اس کی آمدنی کتنی ہے؟ اسلام آباد راولپنڈی جانے والے مسافروں کو اب کتنا کرایہ زائد ادا کرنا پڑتا ہے۔؟ اور صرف موٹروے کو کامیاب بنانے کے لئے سابقہ حکومت نے پی آئی اے کی کتنی روزانہ فلائیٹس اسلام آباد جانے اور آنے والی بند کی ہیں اور ان کی وجہ سے پی آئی اے کو کتنا نقصان برداشت کرنا پڑا ہے۔

ہمیں اس بات سے غرض نہیں کہ کس نے موٹروے کے اس خوفناک کنٹریکٹ میں کتنا کمیشن لیا۔ یہ وہ جانیں اور حکومت جانے مگر ہم اس بات کا جائزہ تو لے سکتے ہیں کہ اس کی وجہ سے مجموعی طور پر قومی ذرائع آمدورفت پر کیا اثر پڑا ہے اور قومی اداروں کو اس سے کیا نقصانات برداشت کرنا پڑ رہے ہیں۔

بہر طور قومی فوج کراچی سے پشاور تک ریلوے ٹریک کو ڈبل کرنے کے ساتھ ساتھ قومی شاہراہ کو کراچی سے پشاور تک اور کراچی سے گوادر تک بالکل موٹروے کی طرح بنا دے۔ اس وقت بلوچستان میں سب سے زیادہ ترقیاتی کام

کرنے کی ضرورت ہے۔ بلوچستان میں پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لئے وہاں بے شمار ٹیوب ویل لگائے جاسکتے ہیں۔ کاریزیں کھودی جاسکتی ہیں۔ زیرزمین پانی کے ذخائر دریافت کئے جاسکتے ہیں اور بہت سے مقامات پر ایسی فصلیں بوئی جاسکتی ہیں جنہیں بارش کے علاوہ چھ ماہ میں ایک آدھ دفعہ مصنوعی طریقوں سے آب پاشی کی جاسکتی ہو۔ یہاں اکثر علاقوں میں بنجر اراضی ایسی ہیں کہ وہاں صدیوں سے کوئی کاشتکاری ہوئی ہی نہیں۔ ایسی زمینیں بہت زرخیز ہیں۔ یہاں بھاری پیمانہ پر جنگلات لگائے جاسکتے ہیں۔ ٹیوب ویل کام کرسکتے ہیں۔ یہاں بڑی بڑی صنعتیں لگائی جائیں۔ سرمایہ دار حضرات آباد اور زرعی زمینوں پر فیکٹریاں لگانے کی بجائے بلوچستان کے وسیع میدانوں کو آباد کریں۔

سندھ...... پاکستان کا بہت اہم صوبہ ہے۔ یہاں مہاجر اور سندھی نئے سندھی اور پرانے سندھی کی تفریق ہی اس لئے پیدا ہوتی ہے کہ نئے سندھیوں کو ملازمتیں نہیں ملیں یا کم حصہ میں آئیں۔ جب ہر بے کار اور بے روزگار کو نوکری مل جائے گی تو یہ اختلافات بھی خود ہی ختم ہو جائیں گے۔ ہر پڑھے لکھے یا ان پڑھ پاکستانی شہری کو پاکستان نیشنل آرمی میں بھرتی کیا جائے اور اس سے اس کی صلاحیت کے مطابق کام لے کر اسے تنخواہ دی جائے۔ پاکستان کے بے پناہ وسائل کو استعمال کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارے پہاڑوں کی بے پناہ معدنیات ابھی تک سب کی نظروں سے پوشیدہ ہیں۔ اس سرزمین کی تہوں میں موجیں مارتا ہوا تیل ابھی تک دریافت ہی نہیں کیا گیا۔ اگر ہم پاکستان میں صرف پانچ برسوں تک قومی فوج کے ذریعہ ترقیاتی کام شروع کریں اور اسے تسلسل سے جاری رکھیں تو ہمیں قومی خود کفالت اور خود انحصاری کا مطلب سمجھ میں آجائے گا۔ نیز ہم لوگوں نے ساری دنیا سے جو قرض لے رکھے ہیں یہ سب قرض پانچ سال کی محنت کے بعد ہم یک مشت ادا کرسکتے ہیں۔

پنجاب ...... میں لاکھوں ایکڑ اراضی چولستان، ملتان اور پوٹھوہار کے میدانوں کی شکل میں موجود ہے۔ اس زمین کو آباد کرنے کے لئے ہمیں محنت اور مشقت کرنے کی ضرورت ہے۔ ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کی تو خواہش ہے کہ ہم پورے پاکستان میں گندم اور اشیائے خوردنی کی کاشت بند کردیں اور صرف امریکن برگر اور کن ٹکی چکن کھایا کریں۔ پاکستان میں سب غریب اور مفلس لوگ بھوک سے مرجائیں، صرف امراء کے چند خاندان رہ جائیں جو لاڑکانہ اور برائے ونڈ کے محلات میں آباد ہوں اور ہیلی کاپٹروں پر میکڈونلڈ برگر اور کن ٹکی چکن منگوا کر پیٹ بھرلیا کریں۔ مگر ہم امریکی اداروں کے یہ ارادے پورے نہیں ہونے دیں گے۔ پاکستان کو ہم نے ایک باوقار اور خود مختار ملک بنانا ہے اور اس کے

لئےقومی فوج کا نظریہ ہی ایک ایسا خیال ہے جس پر عملدر آمد کر کے پوری قوم کو قومی تعمیر نو کے لئے متحرک کیا جا سکتا ہے۔

پاکستان نیشنل آرمی مزید فرائض

پاکستان نیشنل آرمی کو منظّم کرنے کے لئے آرمی کے ریٹائرڈ اور حاضر سروس جرنیلوں اور اعلیٰ عہدیداروں کی خدمات حاصل کی جائیں گی جو اس بہت بڑی فوج میں ڈسپلن قائم رکھنے کے ساتھ ساتھ اسے اپنے اہم ترین مقصد کے لئے متحرک رکھیں گے۔ یہ فوج باقاعدہ فوج کی طرح مختلف شعبوں اور محکموں میں تقسیم ہو کر کام کرے گی۔ پاکستان کے کسی بھی علاقے، صوبے، ضلع، تحصیل یا گلی محلے میں جو بھی تعمیراتی فنڈز ہیں وہ متعلقہ علاقے کے قومی فوجی کمانڈر کے پاس ہوں گے۔ نالی درست کرنی ہے یا سڑک، سرکاری تعمیر کا کوئی بھی کام ہو وہ یہی ادارہ کرے گا۔ سیمنٹ فیکٹری سیمنٹ فراہم کرے گی۔ فوجی خود اینٹ بنائیں گے خود ہی تمام تعمیراتی مراحل طے کریں گے۔ یہاں ٹھیکیدار کا تصور ہی ختم کر دیا جائے گا، نہ ٹھیکیدار ہوگا اور نہ ہی کسی کو رشوت دے گا اور نہ ہی کسی سے نقد رقم کا لین دین کرنا ہے۔ لکھت پڑھت پر سامان آئے گا۔ حکومت اس کی ادائیگی بھی خود کرے گی۔

ملک بھر میں آبادی کو منصوبہ بندی کر کے آباد کیا جائے گا۔ ہر شہر کی پرانی آبادی، بے ڈھب تعمیرات کو ختم کر کے ہر جگہ کی ضرورت کے مطابق مکانات کی بجائے فلیٹ سسٹم کو فروغ دیا جائے گا تاکہ زراعت، جنگلات اور ماحولیات کے لئے بہتر صورت پیدا ہو سکے۔ ہر جگہ چار منزلہ سے آٹھ منزلہ فلیٹ تعمیر کئے جائیں گے۔ خصوصاً بڑے شہروں میں آبادیوں کو طویل وعریض علاقوں میں پھیلاؤ کی بجائے انہیں آٹھ اور دس منزلہ فلیٹوں میں رہنے کی ترغیب دی جائے گی۔ راولپنڈی شہر بے طرح بڑھ رہا ہے۔ لاہور شہر ایک سو میل میں پھیل گیا ہے جس سے آبادی میں بیماریاں پھیل رہی ہیں۔ حفظان صحت کے انتظامات تہس نہس ہو گئے ہیں۔ اس آبادی کو آٹھ یا دس مناسب یونٹوں میں آباد کیا جا سکتا ہے۔ ہر یونٹ میں مناسب فاصلہ رکھا جائے تاکہ ماحولیاتی آلودگی سے بچاؤ ہو سکے۔ ہر شہر کے ساتھ ہی کچھ ایسا زرعی علاقہ ہو جہاں سے تازہ سبزیاں اور ضرورت کی اہم اشیاء شہریوں کو مل سکیں۔ شہروں کو بے ڈھب طریق سے بڑھانا اور آبادی کو غیر منظّم طریق سے بڑھانا۔ شہریوں کے لئے بھی خطرناک ہے اور حکومت کے لئے بھی۔

قومی فوج......مناسب مقامات پر کثیر المنز لہ فلیٹس اور کاروباری عمارات تعمیر کرے گی۔ یہاں جدید ترین شہری سہولتیں، نکاس آب اور فراہمی آب کا بندوبست ہوگا۔ ٹریفک کے لئے زیر زمین سڑکیں اور راستے تعمیر کئے جائیں گے۔

غیر ممالک کی طرح ملک بھر میں زیر زمین ریلوے ٹرینیں چلائی جائیں گی تاکہ سڑکوں پر سے بھاری ٹریفک اور شور شرابے کی پلوشن ختم ہو جائے۔ یہ سارا نظام ایسا ہو گا کہ بارشیں اور سیلاب اس نظام کو درہم برہم نہ کر سکیں۔ یہ سارا کام آہستہ آہستہ قومی فوج کرتی رہے گی۔

قومی فوج کے یونٹ جو ہر علاقے میں موجود ہوں گے اپنے اپنے حلقوں میں ایسے سیاستدانوں، سرکاری ملازموں اور دیگر پراسرار لوگوں پر نظر رکھیں گے اور ان سے دریافت کریں گے کہ انہوں نے اپنی جائیداد کہاں سے بنائی۔ اگر ایسی املاک کے مالکان یہ ثابت کر دیں کہ یہ املاک ان کی جائز ملکیت ہیں تو یہ ان کی ورنہ قومی فوج ان سے ایسی املاک ملک و قوم کے نام پر ضبط کر لیں۔ قومی فوج کے لوگ اپنے اپنے حلقہ آبادی میں ہر جگہ ایسے لوگوں پر بھی نظر رکھیں گے جو اپنی آمدنی سے زیادہ خرچ کرتے ہیں۔ ان کا بھی احتساب ہوتا رہے گا۔

قومی فوج......الیکشن لڑنے والے تمام افراد پر نظر رکھے گی کہ وہ آئین کی دفعہ 62 اور 63 کے مطابق الیکشن لڑ سکتے ہیں یا نہیں اور وہ انتخابات میں جو اخراجات کرتے ہیں وہ کہاں سے اور کیسے کر رہے ہیں۔ قومی فوج زندگی کے ہر شعبے میں ایسے ترقیاتی کام سرانجام دے گی کہ پوری قوم اس کام کی وجہ سے ترقی یافتہ قوم کہلائے گی۔

قومی فوج ہر ضلع اور تحصیل کی سطح پر سپورٹس بورڈ بنائے گی جو ہاکی، فٹ بال، والی بال، باڈی بلڈنگ، ویٹ لفٹنگ اور دیگر کھیلوں کو فروغ دیں۔ قومی فوج ہر ضلع کی سطح پر قومی کھیلوں کے لئے اپنی ٹیمیں بنائے گی تاکہ اس میں قوم کے ہر نوجوان کو حصہ لینے کا موقع مل سکے اور ہر کھیل کو اس طرح منظّم کرے گی کہ ملک میں ہر وقت ہر کھیل کے لئے بہترین کھلاڑی موجود ہوں اور قومی سطح پر پاکستانی قوم صحت مند افراد کی ایک قوم نظر آئے۔ کرکٹ کے علاوہ دیگر کھیلوں میں بھی پاکستانی قوم دنیا بھر میں نظر آئے۔

پاکستان کی اس قومی فوج کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہو گا کہ ملک میں کوئی شخص بے کار اور بے روزگار نہ ہو گا۔ اس طرح ہم ملک بھر میں مفلسی، بیماری اور بھوک کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں گے۔ پوری قوم متحرک ہو گی۔ کام میں مصروف ہو گی اور ہم دنیا میں فخر سے سر اٹھا کر یہ کہہ سکیں گے کہ ہم ایک محنت کش قوم کے باوقار افراد ہیں اور دنیا کا کوئی ملک ہمیں بجلی، گیس، پٹرول اور گندم کے نرخوں کو مقرر کرنے کے لئے ڈکٹیشن نہیں دے سکے گا۔ ہم اپنی مرضی سے اپنی پیداوار، اپنی تجارت اور اپنی معیشت چلائیں گے۔ ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کی غلامی سے نکلنے کے بعد ہم بھی ایک آزاد، خودمختار اور دنیا کی

سر برآوردہ قوم کی حیثیت سے اپنے فیصلے خود کر سکیں گے۔
یہ منصوبہ......ایک خاکہ ہے۔ابتدائی خاکہ جس پر عمل کرنے کے دوران اس میں جو بھی تبدیلیاں کرنا پڑیں کی جاسکتی ہیں۔
اور پھر اس پر عمل کر کے۔ہم علامہ اقبالؒ کے خواب کہ ہم مسلمان پاکستان میں ایک قوم بن کر ابھریں......اور قائداعظمؒ کے
زریں اصولوں
اتحاد، ایمان تنظیم
کو پاکستان نیشنل آرمی کی شکل میں ایک ایسی صورت دیں کہ ہم تمام مسائل کے بھنور سے بھی نکل جائیں اور ہمارے دشمن
ہمیں ایک زندہ و متحرک قوم دیکھ کر اپنی حدود سے باہر نہ نکلیں۔

آخری گزارش

اس کتاب میں ملک وقوم کی ترقی کیلئے بہت سی تجاویز پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔قومی کردار اور مزاج کا تفصیل تجزیہ و تنقید بھی کی گئی ہے۔مقصد یہ ہے کہ ہم لوگ پوری دیانتداری سے آئینہ کے سامنے بیٹھ جائیں اور ہماری صورت جہاں جہاں سے بگڑ گئی ہے اسے سنوارا جائے۔بقول شاعر

ایک وہ ہیں کہ جنہیں تصویر بنا آتی ہے
ایک ہم ہیں کہ لیا اپنی ہی صورت کو بگاڑ

جب تک ہم اجتماعی طور پر اپنے عیب ومحاسن کی اصلاح کیلئے اقدامات نہیں کریں گے اس وقت تک اصلاح احتساب اور قومی تعمیر وترقی کا کام شروع ہو ہی نہیں سکتا۔ہم نے اب تک معاملات کا جائزہ لیا ہے اور اپنے نقائص کا علامتی طور پر تذکرہ کیا ہے۔تاکہ ہم سمجھ سکیں کہ ہم کہاں کہاں غلط ہیں اور ہم کن باتوں پر عمل کر کے اپنے ادھورے ترقیاتی عمل کو تیز اور زیادہ

مفید بنا سکتے ہیں۔ اگر ہم تعمیر اور ترقی کے ارادہ سے آگے بڑھیں تو بہت سی تجاویز اور نئے خیالات موجود ہیں جیسا کہ مرشد اقبالؒ نے کہا۔

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا
ورنہ گلشن میں علاج تنگی داماں بھی ہے

تنگیء داماں ہمارے آڑے نہیں آنا چاہئے۔ ہمیں دیکھنا ہے کہ کسی بھی ملک کو مضبوطی سے اپنے قدموں پر کھڑا ہونے کیلئے تین مضبوط ستونوں کی ضرورت ہے۔

اول۔ تعلیم: ہر مرد و عورت ہر لڑکے اور لڑکی کے لئے لازمی پیشہ وارانہ اور فنی تعلیم کے ساتھ ساتھ سائنس اور جدید ٹیکنالوجی کا عام ہونا بہت ضروری ہے۔

دوئم۔ معیشت: بہترین اکانومی۔ ملک کے ذہین ترین ماہرین معیشت جو ہمیں قرضوں اور مارکیٹ اکانومی سے نجات دلائیں اور اس ملک کو اس کے وسائل کے بل بوتے پر خود کفیل بنانے کیلئے کام کریں۔ یہ محنت طلب کام ہے مگر ناممکن نہیں۔

سوئم۔ پاکستان کے دفاع کو ناقابل تسخیر بنایا جائے: جو لوگ کہتے ہیں کہ آرمی کی ڈاؤن سائنگ کی جائے وہ پاکستان کو بڑی طاقتوں اور بھارت کا طفیلی ملک بنانا چاہتے ہیں۔ پاکستان کی باقاعدہ فوج کے ساتھ پاکستان کے تمام عوام، پاکستان نیشنل آرمی کی شکل میں اس کی مدد اور ہر ممکن معاونت کے لئے موجود ہو۔

جب ہمارے ملک کے عوام کو بے روزگاری، مہنگائی اور افراط زر سے نجات مل جائے گی۔ ہر شخص تعلیم یافتہ ہوگا اور ملک میں مضبوط معیشت ہوگی تو جہالت غربت اور مفلسی کا خود بخود خاتمہ ہو جائے گا۔ ہم سائنس کی تعلیم اور ٹیکنالوجی میں ترقی کریں گے تو ہمارا شمار بھی دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں ہوگا۔

بات بار بار دہرانے کی نہیں ہے۔ قارئین کرام یہ بات سمجھ چکے ہوں گے کہ ہمارا مقصد کسی کے خلاف کام کرنا نہیں بلکہ اس ملک کو مضبوط کرنا اور عوام میں قومی غیرت وحمیت کو بیدار کرنا ہے تاکہ ہم لوگ زوال اور پستی سے باہر نکل کر اللہ تعالیٰ نے جو پانچ فیصد ذمہ داری انسان کو عطا کی ہے ان ذمہ داریوں کو سنبھالنے کیلئے اصل اور ''پرفیکٹ'' پوزیشن میں آ جائیں اور ہر پاکستانی پہلے اپنے فرائض کو پہچانے اور اس کے بعد ریاست اس کے انسانی اور شہری حقوق کو دیکھے۔ کسی بھی شہری کے حقوق تب ہی بروئے کار آتے ہیں اگر وہ ریاست کے حقوق اور فرائض کی ادائیگی پوری ذمہ داری سے کرے جو اپنی ذمہ داریاں

ہی پوری نہیں کرتا اس کے حقوق اسے مانگنے کا کیا حق ہے، کیونکہ...... ذمہ داریاں اور حقوق...... ایک ہی مسئلہ کے دو رخ ہیں۔

ہمیں اپنے اور ریاست کے حقوق جاننے اور حاصل کرنے کیلئے تعلیم کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ ہم اپنی پوری صلاحیت اور دیانتداری سے اس ملک کی خدمت کریں، اس کی ترقی کیلئے اپنا اپنا حصہ ڈالیں، ہم نے تو پاکستان نیشنل آرمی کا تصور آپ کی خدمت میں پیش کر دیا ہے۔ اس پر عملدرآمد سے بے روزگاری اور مہنگائی کے خاتمہ کے ساتھ ساتھ پورے ملک میں رشوت ستانی اور ناجائز اجارہ داریوں سے بھی عوام کو نجات مل جائے گی۔ اس لئے ملک کے دانشوروں، صاحب علم حضرات اور ارباب اختیار کو چاہئے کہ اس نظریہ میں مزید ترامیم و اضافہ کی تجاویز کے ساتھ اس خیال کو آگے بڑھایا جائے۔ مجھے یقین ہے کہ جونہی اس پر عملدرآمد شروع ہوا تو مملکت خداداد پاکستان کرہ ارض پر ایک جنت کا نمونہ بن جائے گا اس میں رنگا رنگ میوے اور ہر طرف باغات اور فصلیں لہلہاتی ہوئی نظر آئیں گی۔

جاپان۔ میرا وطن ثانی ہے یہاں زراعت کی جدید ترین مہارتیں موجود ہیں۔ حکومت مجھے اجازت دے میں پاکستان میں جدید ترین جاپانی ایگریکلچر ٹیکنالوجی لانے کیلئے تیار ہوں اور اس کیلئے میں جاپانی حکومت سے قرضے سمیت جاپانی ماہرین کو لانے اور پاکستانی زراعت کے ماہرین کو اس کی تربیت دلانے کا بندوبست بھی کر سکتا ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا آج جس طرح ترقی کر رہی ہے کچھ عرصہ کے بعد پوری دنیا میں غذائی بحران آنے والے ہیں اس کے دوران وہی ملک اور لوگ زندہ رہنے کے قابل ہوں گے جو اس وقت اپنی زمینوں سے خوراک پیدا کرنے کی صلاحیت رکھیں گے۔ آج پاکستان میں قحط اور خشک سالی کا ایک معمولی جھٹکا لگا ہے۔ یہ عوام کو بیدار کرنے کا قدرت کی طرف سے ایک اشارہ ہے۔ میں نے جاپان کے زرعی نظام اور خوراک میں خود کفالت کا بڑی گہرائی سے مطالعہ کیا ہے۔ جاپانی سائنسدان دن رات اس سلسلہ میں مصروف ہیں ان کا کہنا ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد سمندری خوراک بھی کم ہو جائے گی۔ وہاں سائنس دان اس بات پر بھی غور کر رہے ہیں کہ اگر جاپان میں تواتر کے ساتھ شدید زلزلے آنے شروع ہو جائیں تو پھر وہ لوگ کیا کریں گے؟

اس خطہ میں صرف پاکستان ہی ایک ایسا ملک جو کسی بھی وقت اپنے ملک کے عوام کے ساتھ ساتھ آس پاس کے ممالک کے کروڑوں عوام کو بھی روٹی مہیا کر سکتا ہے۔ ماضی میں پاکستان چالیس لاکھ مہاجرین کو پناہ دے کر اپنی اس صلاحیت کا مظاہرہ کر چکا ہے۔ انسانیت کی خدمت کا جذبہ ہم میں موجود ہے مگر خدمت کی صلاحیت بھی تو بہت ضروری ہے۔ ہمیں دنیا

کی مدد کرنے کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دینا چاہئے اس کیلئے ضروری ہے کہ ہم اپنے تمام وسائل اور قوتوں کو بروئے کار لائیں۔ میں جاپان سے اس مقصد کیلئے جو بڑے تحائف پاکستان لانا چاہتا ہوں وہ ہیں۔

1۔ جاپانی ایگریکلچرل ٹیکنالوجی اینڈ سسٹم

2۔ ریلوے سسٹم (بلٹ ٹرین)

3۔ جبری تعلیم کا قانون

ایگری کلچرل اور تعلیمی نظام کے بارے میں میں اپنے جذبات کا اظہار کر چکا ہوں۔ اب ریلوے کے بارے میں مختصراً کہنا چاہوں گا کہ تیس برس قبل جاپان کے ایک وزیراعظم مسٹر تنا کا نے جاپان میں ایک زبردست معاشی انقلاب کی بنیاد ڈالی انہوں نے اپنے اس انقلاب کے سلسلہ میں پورے جاپان کو ٹرانسپورٹ کے ذریعہ ایک یونٹ بنا دیا تھا پورے ملک میں پہاڑوں کو کھود کر۔ زمین کے نیچے اور سمندروں کی تہہ سرنگیں کھود کر ٹنل سسٹم ریلوے کو متعارف کرایا۔ جب مسٹر تنا کا نے یہ آئیڈیا پیش کیا تو پارلیمینٹ کے اپوزیشن ارکان نے اس کی بہت مخالفت کرتے ہوئے اسے ناقابل عمل قرار دیا۔ عام جاپانی بھی پریشان تھے کہ مختلف پہاڑوں، پہاڑی جزیروں جن کے درمیان طویل فاصلے ہیں کو ریلوے کے اس نظام کے ساتھ ساتھ کیسے جوڑا جا سکتا تو مسٹر تنا کا نے کہا کہ اگر انسان میں کچھ کرنے کی خواہش اور نیت ہو اور وہ واقعی کچھ کرنے کا خواہش مند بھی ہو تو سمندروں اور پہاڑوں میں سوراخ کرنا کوئی مشکل کام نہیں۔ وزیراعظم تنا کا نے بہت ہی مختصر مدت میں اس خواب کو حقیقت کا رنگ دے دیا اور جاپان کی معیشت کو تیزی سے ترقی کی طرف لے جانے کا یہ واحد ذریعہ شن کان سن یعنی بلٹ ٹرین ہے۔ جاپان میں اس سے زیادہ رفتار والی گاڑیاں بھی تیار کی جا چکی ہیں۔ یعنی پانچ سو سے چھ سو کلومیٹر سے بھی زیادہ رفتار سے چل سکتی ہیں ایک اور ٹرین جو کہ دو ہزار کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چل سکتی ہے وہ بھی تیار ہے مگر افسوس کہ ان کا ملک بہت چھوٹا ہے میری خواہش ہے کہ یہ ٹرین بھی پاکستان آئے اور پاکستان جیٹ سپیڈ سے ترقی کرے۔

لیکن یہ سب کام تب ہی ہو سکتے ہیں کہ ہم لوگ پہلے اپنے اخلاقی اور معاشرتی معاملات کو درست کریں۔ اعلیٰ تعلیم اور ٹیکنالوجی سے آگہی پیدا کریں اپنے شعور اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیتوں کی تربیت کریں اور اپنے ایمان کو مضبوط بنائیں اور سب دعوت دیں کہ ہمایوں مغل آؤ...... پاکستان آجاؤ۔

آجا۔ تینوں اکھیاں اڈیک دیاں